تقریر بابت اللہ تعالیٰ
وقت 5-7منٹ

❁❁❁ تقریر ❁❁❁

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا

صفتِ ربُوبیّت کا فیض کسی خاص قوم یا خطّے کے ساتھ مخصوص نہیں

(تقریر نمبر2)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (الفاتحہ:2)

کہ تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

ہمارے دِل میں یہ دِلبر سمایا
وُہی آرام جاں اور دِل کو بھایا
وہی جس کو کہیں ربّ البرایا
ہوا ظاہر وہ مُجھ پر بِالْاَیَادِی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِی

(درثمین)

معزز سامعین! آج سے **"مشاہدات"** کے پلیٹ فارم سے صفاتِ باری تعالیٰ پر مبارک سلسلہ شروع ہو رہا ہے۔اس تعلق میں قرآن کریم نے اللہ تعالیٰ کا تعارف سب سے پہلے رَبُّ الْعَالَمِیْن کے نام سے کرایا ہے۔ربُوبیّت وہ صفت ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوق کو وجود دینے کے بعد اُس کے حال پر نہ چھوڑنا بلکہ اُسے قائم رکھنا، اُس کی ضرورتیں پوری کرنا، اُس کی پرورش کرنا، اُس کی کمزوریوں کو دور کرنا اور اُسے اس کے کمال کی طرف بتدریج لے جانا شامل ہے۔ربُوبیّت کا تعلق صرف جسم سے نہیں بلکہ جسم، عقل، دل اور روح سب سے ہے۔یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں ربّ کا تعلق رزق سے بھی ملتا ہے، ہدایت سے بھی، دعا سے بھی، تربیّت سے بھی اور مغفرت سے بھی۔اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے ربّ کے نام سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے۔اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِی خَلَقَ (العلق:2) کہ اے محمدؐ! پڑھ اپنے ربّ کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا۔

ربُوبیّت انسان کو صرف زندہ نہیں رکھتی بلکہ اُسے علم، شعور اور ترقی کے راستے پر بھی آگے بڑھاتی ہے۔پیدا ہونا آغاز ہے اور ربُوبیّت اس وجود کی مسلسل پرورش کا نام ہے۔

پرورش خواہ مادّی ہو یا روحانی۔اُس کے لئے اپنے ربّ کی طرف جھکنا اور اُس سے دُعا مانگنا بہت ضروری ہے جس کی نصیحت اللہ تعالیٰ نے یوں فرمائی۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِی أَسْتَجِبْ لَكُمْ (المؤمن:61)

کہ تمہارے ربّ نے کہا مجھے پکارو مَیں تمہیں جواب دوں گا اور پھر ربّ اپنے سے مانگنے کے سلیقے بھی اپنے پیدا کردہ بندے کو سکھلاتا ہے جیسے

رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ (آل عمران:194)

کہ اے ہمارے ربّ! پس ہمارے گناہ بخش دے اور ہم سے ہماری بُرائیاں دُور کردے اور ہمیں نیکوں کے ساتھ موت دے۔

سامعین! رُبوبیّت صرف نعمت دینے کا نام نہیں بلکہ بندے کی اصلاح اور تربیّت بھی اس کا حصّہ ہے۔ گناہ کے بعد توبہ، لغزش کے بعد رجوع اور کمزوری کے بعد دوبارہ سنبھلنے کا راستہ اسی رُبوبیّت کا فیض ہے۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے مادی ضروریات کے لیے سامان پیدا کیا اسی طرح روحانی ضرورت کے لیے بھی ہدایت کا انتظام فرمایا۔ رُبوبیّت کسی قوم، نسل یا زمانے کے ساتھ مخصوص نہیں۔ رُبوبیّت کا فیض پانے والے دل میں ربّ کی مغفرت کا عکس دوسروں کے لیے معافی اور درگزر کی صورت میں پیدا ہوتا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔

وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (النور:23)

یعنی چاہئے کہ وہ معاف کردیں اور درگزر کریں۔ کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں بخش دے۔ اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے الفاظ میں بھی بندے کو اپنے ربّ سے جوڑ دیا:

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ

(صحیح بخاری، کتاب الدعوات)

کہ اے اللہ! تو میرا ربّ ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تُو نے مجھے پیدا کیا اور مَیں تیرا بندہ ہوں۔ گویا ربّ وہ ہے جو سنبھالتا ہے اور بندہ وہ ہے جو اس کے سامنے جھکتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبولیتِ دعا کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے مؤمنوں کو یہ ہدایت دی ہے کہ جس قسم کی مشکل اور مصیبت سے نجات کے لئے دعا کرنی ہو تو اُس کی مناسبت سے اللہ کی صفت کا نام لے کر اپنے اللہ کو پکارو تو وہ جلد رجوع برحمت ہوتا ہے جیسے بیماری کے وقت اس دعا میں الشَّافِي یعنی شفا دینے والی صفت کا نام لیا گیا ہے لیکن جو بات نوٹ کرنے والی ہے وہ یہ کہ الشَّافِي کے نام سے پکارنے سے قبل رَبَّ النَّاسِ کہہ کر پکارنے کی تلقین ہے جو اُمُّ الصفات ہے اور اِسی کے اندر الشَّافِي کی صفت بھی آتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا سکھلائی۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ، أَذْهِبِ الْبَأْسَ، اِشْفِ أَنْتَ الشَّافِي، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ

(صحیح البخاری، کتاب المرضی)

اے اللہ! لوگوں کے رب! تکلیف دور فرما، شفا عطا فرما، تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں۔

سامعین! اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآنِ کریم میں ربّ کا لفظ مختلف ضمائر کے ساتھ 950 سے زائد جگہوں پر استعمال فرمایا ہے۔ جن میں 40 سے زائد مقامات پر رَبُّ الْعَالَمِينَ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اِن تمام کا اگر احاطہ کیا جائے تو ربّ کے لفظ کے بہت وسیع معانی سامنے آتے ہیں۔ انہی الفاظ کو سامنے رکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ربّ کے مفہوم کو نہایت جامع انداز میں بیان فرمایا۔ آپؑ نے ربّ کے سات معانی مَالِك، سَيِّد، مُدَبِّر، مُرَبِّي، قَيِّم، مُنْعِم اور مُتَمِّم بیان فرمائے ہیں۔ یعنی مالک، آقا، تدبیر کرنے والا، پرورش کرنے والا، قائم رکھنے والا، نعمتیں عطا کرنے والا اور ناتمام کو تکمیل تک پہنچانے والا۔ اِن معانی میں ربُوبیّت کی پوری وسعت سمٹ آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کا مالک بھی ہے، اس کا مدبّر بھی، اس کا مربّی بھی اور اس کی تکمیل کا سامان کرنے والا بھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”سو یہ بات بغیر کسی بحث کے قبول کرنے کے لائق ہے کہ وہ سچا اور کامل خدا جس پر ایمان لانا ہر ایک بندہ کا فرض ہے وہ ربُّ العالمین ہے اور اس کی رُبوبیّت کسی خاص قوم تک محدود نہیں اور نہ کسی خاص زمانہ تک اور نہ کسی خاص ملک تک بلکہ وہ سب قوموں کا ربّ ہے اور تمام زمانوں کا ربّ ہے اور تمام مکانوں کا ربّ ہے اور تمام ملکوں کا وہی ربّ ہے اور تمام فیوض کا وہی سرچشمہ ہے اور ہر ایک جسمانی اور روحانی طاقت اُسی سے ہے اور اُسی سے تمام موجودات پرورش پاتی ہیں اور ہر ایک وجود کا وہی سہارا ہے۔“

(پیغامِ صلح، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 441-442)

یہ اقتباس رُبوبیّت کی عالمگیریت کو واضح کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کا ربّ ہے۔ کوئی قوم اس کے فیض کی مالک نہیں اور کوئی زمانہ اس کی رُبوبیّت سے باہر نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ربُوبیّت کے اخلاقی اثر کو بھی نہایت واضح فرمایا:

"خدا کی ربُوبیّت یعنی نوعِ انسان اور غیر انسان کا مربّی بننا اور ادنیٰ سے ادنیٰ جانور کو بھی اپنی مربّیانہ سیرت سے بے بہرہ نہ رکھنا۔ یہ ایک ایسا امر ہے اگر ایک خدا کی عبادت کا دعویٰ کرنے والا خدا کی اس صفت کو محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کو پسند کرتا ہے، یہاں تک کہ کمال محبت سے اس الٰہی سیرت کا پرستار بن جاتا ہے تو ضروری ہوتا ہے کہ وہ آپ بھی اس صفت اور سیرت کو اپنے اندر حاصل کرلے تا کہ اپنے محبّ کے رنگ میں آجائے۔"

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام، جلد اوّل صفحہ 186)

ربُوبیّت ایک صفت ہے جس کے فیض سے کردار تشکیل پاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی ربُوبیّت کا یہ تعلق نہایت ایمان افروز طور پر ظاہر ہوا۔ آپؑ فرماتے ہیں:

"اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے کافی ہے۔"

(کتاب البریّہ، روحانی خزائن جلد 13، صفحہ 194-195، حاشیہ)

ظاہری اسباب کی کمی کے وقت یہ یقین دلایا گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے کافی ہے۔ ربُوبیّت کا ایک پہلو یہی کفالت ہے کہ ظاہری سہارے کم ہو جائیں تو بھی ربّ کا سہارا باقی رہتا ہے۔ اِسی ربُوبیّت کا ایک اور جلوہ اس دعا میں ہے: رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُبَارَکًا حَیْثُمَا کُنْتُ یعنی یہ عجیب بندہ نوازی ہے کہ پہلے خدا خود سوال زبان پر جاری کرتا ہے اور پھر اسی سوال کو قبول فرماتا ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 621 حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے ربّ کے معنی یہ تحریر فرمائے ہیں۔

پیدا کرنے والا۔ ترقّی دینے والا۔ بتدریج کمال تک پہنچانے والا۔

(حقائق الفرقان جلد اوّل صفحہ 13)

اللہ تعالیٰ نہ صرف بندے کی حاجت پوری کرتا ہے بلکہ اسے اپنی حاجت مانگنے کی توفیق بھی دیتا ہے۔ اب یہی ربُوبیّت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات میں عملی تربیت کا جامع اصول بن کر سامنے آتی ہے۔

17/نومبر 2006ء کے خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ربّ کے مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ اہلِ لغت اور مفسّرین نے ربّ کے اندر تخلیق کے بعد تدریجی طور پر کمال تک پہنچانے کے تمام مراحل شامل کیے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان کردہ سات معانی اسی وسعت کو واضح کرتے ہیں۔ ربُوبیّت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو اس کی استعداد کے مطابق آگے بڑھاتا ہے۔ اس لیے مؤمن اپنی موجودہ روحانی حالت کو آخری منزل نہیں سمجھ سکتا۔ علم، نیکی، عبادت اور معرفت میں ترقی مسلسل جاری رہنی چاہیے۔

24/نومبر 2006ء کے خطبہ جمعہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس طرف توجہ دلائی کہ مؤمن کو رَبُّنَا اللّٰہ کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیے اور ایمان کے دعوے کو عملی زندگی سے سچا ثابت کرنا چاہیے۔ ربُوبیّت کی معرفت زبان کے اقرار سے عمل کی تبدیلی تک پہنچتی ہے۔

یکم/دسمبر 2006ء کے خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں کی طرف توجہ دلائی۔ رات اور دن، انسانی جسم، اس کے قویٰ، رزق، لباس، زمین کی پیداوار اور زندگی کے دوسرے وسائل سب ربُوبیّت کے مظاہر ہیں۔ ان نعمتوں کا شعور شکر اور عبادت پیدا کرتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے روحانی غذا کا بھی انتظام فرمایا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اسی روحانی ربُوبیّت کا ایک عظیم نشان ہے۔

8/دسمبر 2006ء کے خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ربُّ العالمین کی ربُوبیّت کے عالمگیر دائرہ کو بیان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تمام آبادیاں، تمام مخلوقات، اجسام اور ارواح کا ربّ ہے۔ اس کی ربُوبیّت کسی خاص قوم یا خطّے کے ساتھ مخصوص نہیں۔ اسی خطبہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی ربُوبیّت کے اخلاقی اثر کی مثال کے طور پر بیان ہوا ہے۔ جب قرآن کریم نے معاف کرنے اور درگزر کرنے کی طرف توجہ دلائی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس شخص کی مالی مدد دوبارہ جاری کر دی جس کے متعلق انہوں نے قسم کھائی تھی کہ آئندہ مدد نہیں کریں گے۔

رُبوبیّت کا یہی اثر انسان کے اندر وسعت پیدا کرتا ہے۔ جو شخص اپنے ربّ کی نعمتوں سے فیض پاتا ہے وہ دوسروں کی ضرورت سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔ گھر میں اولاد کی تربیت، معاشرے میں کمزوروں کی مدد، علم کی اشاعت، ضرورت مندوں کی کفالت اور مخلوق کے ساتھ حسنِ سلوک اسی رُبوبیّت کے انسانی مظاہر ہیں۔ رُبوبیّت کا تعلق صرف آسانی سے نہیں بلکہ آزمائش سے بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو حالات کے ذریعے بھی تربیت دیتا ہے۔ کبھی صبر کے ذریعے، کبھی شکر کے ذریعے، کبھی توکّل کے ذریعے اور کبھی توبہ کے ذریعے۔ اس لیے مؤمن مشکل میں ربّ سے تعلق نہیں توڑتا بلکہ اسی تعلق کو مزید مضبوط کرتا ہے۔ رُبوبیّت انسان کو مایوسی سے بھی محفوظ رکھتی ہے کیونکہ ربّ کی تربیّت میں موجودہ حالت آخری حالت نہیں۔ گناہ گار توبہ کر سکتا ہے، کمزور مضبوط ہو سکتا ہے، جاہل عالم ہو سکتا ہے اور غافل بیدار ہو سکتا ہے۔ رُبوبیّت کا دروازہ بند نہیں ہوتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 17/نومبر اور 24/نومبر 2006ء کے خطبات میں اس حقیقت کو مختلف پہلوؤں سے واضح فرمایا کہ پہلے اپنے ربّ کو پہچاننا اور پھر اپنی زندگی کو اس پہچان کے مطابق ڈھالنا ضروری ہے۔ جب انسان خود رُبوبیّت کے فیض سے تربیّت پاتا ہے تو وہ دوسروں کے لیے بھی خیر کا ذریعہ بنتا ہے۔ یوں صفتِ رُبوبیّت انسان کی پوری روحانی زندگی کو اپنے اندر سمیٹ لیتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کو مالک مانتا ہے تو اپنی ملکیت کو امانت سمجھتا ہے۔ اسے مدبّر مانتا ہے تو اپنی تدبیر پر غرور نہیں کرتا۔ اسے مربّی مانتا ہے تو اپنی اصلاح کے لیے تیار رہتا ہے۔ اسے قیّم مانتا ہے تو اس پر توکّل کرتا ہے۔ اسے منعِم مانتا ہے تو شُکر ادا کرتا ہے۔ اسے متمِّم مانتا ہے تو اپنی ناتمامی سے مایوس نہیں ہوتا۔

رُبوبیّت کا عرفان یہی ہے کہ انسان اپنی زندگی کو اپنے ربّ کی مسلسل تربیّت میں دیکھے۔ نعمت میں شکر، گناہ میں توبہ، مشکل میں صبر، کامیابی میں عاجزی، علم میں انکسار اور مستقبل میں توکّل اختیار کرے۔ وہ اپنے وجود کو خود کفیل نہ سمجھے بلکہ ہر لمحہ اپنے ربّ کا محتاج جانے اور جب یہ معرفت دل میں اُتر جاتی ہے تو انسان صرف یہ نہیں کہتا کہ اللہ میرا ربّ ہے بلکہ اُس کی پوری زندگی اُس اقرار کی گواہی بن جاتی ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اُس کا وجود اُسی کا عطیہ ہے، اُس کی پرورش اُسی کے فضل سے ہے، اُس کی صلاحیتیں اُسی کی عطا ہیں، اُس کی ترقی اُسی کی تربیت کے تحت ہے اور اُس کی حقیقی منزل اُسی کی رضا ہے۔ یہی صفتِ رُبوبیّت کا جامع عرفان ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اپنی تمام مخلوق کو سنبھالنا، پرورش کرنا، قائم رکھنا، ان کی ضرورتیں پوری کرنا، ہدایت دینا، ان کی ناتمامی کو کمال کی طرف لے جانا اور بندے کو اپنے قرب و رضا کی طرف مسلسل بڑھاتے رہنا اور بندے کا کام یہ ہے کہ وہ اپنے ربّ کی اس رُبوبیّت کو پہچانے، اس پر بھروسہ کرے، اس کا شکر ادا کرے اور خود بھی اس کی مخلوق کے لیے خیر، تربیّت، سہارا اور آسانی کا ذریعہ بن جائے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

”یہ فرما کر کہ اللہ تعالیٰ رَبُّ الْعَالَمِینَ ہے۔ اِس طرف اشارہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شیٔ رُبوبیّت کا محل ہے یعنی ارتقاء کے قانون کے ماتحت ہے۔ یہ بتایا ہے کہ دنیا میں کوئی چیز نہیں جس کی ابتداء اور انتہا یکساں ہو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز تغیّر پذیر ہے اور ادنیٰ حالت سے ترقّی کر کے اعلیٰ کی طرف جاتی ہے... اِس آیت میں اِس طرف بھی اشارہ ہے کہ انسان کو لامتناہی ترقّیات کے لئے پیدا کیا گیا ہے کیونکہ فرماتا ہے کہ سب تعریف اللہ تعالیٰ کی ہے کہ وہ مختلف انواع و اقسام کی مخلوق کو ادنیٰ حالت سے اُٹھا کر اعلیٰ تک پہنچاتا ہے۔“

(تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ 21-22)

پیارے بھائیو اور بہنو! پس ہم سب پر لازم ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی سب سے اہم اِس صفت جس کو اللہ تعالیٰ اپنی کتاب قرآنِ شریف میں سب سے پہلے لایا ہے اور تشکّرِ الٰہی کے ضمن میں لایا ہے کو اپنے اندر اُتاریں اور چھوٹا مربّی بن کر اپنے ماتحتوں کو اسلامی طریقوں کے مطابق پالیں، اُن کی پرورش کریں، اُن کی تربیّت اور نشوونما کریں تا ایسا مبارک مربّی تیار ہو جو آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے مربّی بن کر اپنے سے بعد کی نسلوں کو مربّی بنائیں اور یہ سلسلہ تا ابد جاری و ساری رہے۔

(بتعاون: نعیم اللہ باجوہ۔ آسٹریلیا)

✡✡✡✡